مذہبی اَلقابات کے شرعی حدود

مفتی محمد مجیب الرحمٰن دیودرگی

نام انسان کے تعارف کا ذریعہ ہے، اسی کے ذریعے وہ مخاطب کیا جاتا ہے، اسی سے وہ معاشرہ میں متعارف ہوتا ہے، نام کے ساتھ ایک جزء لقب بھی مستعمل ہے، بعض دفعہ القاب کسی خاص پیشہ یا وطن یا کسی اور خصوصیت کی جانب مشیر ہوتے ہیں، آج کل معاشرہ میں مذہبی القاب کے استعمال میں بڑی بے اعتدالیاں دیکھی جارہی ہیں، نام کے آگے القاب جڑ دیئے جاتے ہیں چاہے ان القاب کی صلاحیت آدمی میں ہو یا نہ ہو۔ بعض دفعہ القاب سے محض ریا کاری کا جذبہ بھی ظاہر ہونے لگتا ہے، کبھی کسی کے لیے شیخ الاسلام، اور کسی کے لیے شیخ الفقہ، کسی کے لیے شیخ الحدیث، کسی کے لیے مفتی اعظم، کسی لیے خطیبِ بے بدل، خطیبِ زماں زبان زد خاص وعام ہیں، اس کے تئیں شرعی حدود کیا ہیں؟

تزکیہ کی ممانعت:

سورہ نجم آیت نمبر ۳۲ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا تزکیہ (خود کو پاک قرار دینے اور اپنی خوبیاں بیان) کرنے کی ممانعت فرمائی ہے، اپنے آپ کو عیوب سے بالکل منزہ اور روحانی ترقی یافتہ مت قرار دو؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کو جانتے ہیں کہ کون کس درجہ پر ہے۔ ایک مقام پر تزکیہ کو یہودیوں کا طرزِ عمل قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کا محبوب وپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی کے سامنے ایک لڑکی کا نام برّہ ذکر کیا گیا تو انہوں نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے آپ کو پاکیزہ مت قرار دو؛ بلکہ لڑکی کا نام زینب رکھو، اسی طرح اپنے آپ کو علمی کمالات سے آراستہ قرار دینا خود ہی ''علامۃ الدہر''، ''فھامۃ العصر'' کے القاب سے خوش ہونا ناپسندیدہ عمل ہے، اگرچہ خود سے اس کا اظہار نہیں ہوتا لیکن جب اشتہار چھپ جاتا ہے، اور اشتہار میں القاب سے نوازا جاتا ہے، اسے دیکھ کر بھی نکیر نہیں کی جاتی، نیز بعض افراد تو اپنے متوسلین کو اس طرح کے القاب استعمال کرنے کی ترغیب بھی دیتے ہیں، اور تو اور بعض دفعہ القاب کے بغیر پکارے جانے پر بے التفاتی کا مظاہرہ ہوتا ہے اور داعی سے خفگی وناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہے، علامہ ابوعبداللہ قرطبی نے اسماء اللہ الحسنیٰ کی شرح میں لکھا ہے کہ قرآن وحدیث سے اپنا تزکیہ کرنے

کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، ہمارے علماء نے فرمایا کہ مصر کے علاقہ میں اور دیگر بلادِ عرب وعجم میں جو رواج ہو گیا ہے کہ اپنے لیے ایسی صفات استعمال کی جاتی ہے جو تزکیہ پر دلالت کرتی ہیں وہ بھی اسی ممانعت میں داخل ہیں۔(آپ فتویٰ کیسے دیں؟:۵۰)

القاب؛تعریف ونقصان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں آپ نے تعریف کنندہ کے منہ پر مٹی ڈالنے کا حکم دیا ہے۔(سنن الترمذی:۲۳۱۷)اسی طرح ابو معمر نا قل ہیں کہ کوئی شخص ایک دفعہ اٹھ کر کسی امیر کی تعریف کرنے لگا،حضرت مقداد اس کے چہرے پر مٹی ڈالنے لگے،نیز یہ فرمایا کہ آپ نے ہمیں اسی طرح کرنے کا حکم دیا ہے کہ تعریف کرنے والے کے چہرے پر مٹی ڈالدیا کریں۔(سنن الترمذی ۸/ ۴۰۹)ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روبرو ان کی تعریف کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو مجھے ہلاکت میں ڈال دے گا؟ عموماً جلسوں میں مقرر بھی اسٹیج پر براجمان،اور ادھر اناؤنسر مقرر کا تعارف کرواتے ہوئے زمین وآسمان کے قلابے ملاتے نظر آتے ہیں،عموماً ناظمِ جلسہ کا مشغلہ ہی تعریفوں کے پل باندھنا ہوتا ہے،امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۵)نے کسی کی تعریف میں چھ نقصانات کو شمار کیا ہے، چار نقصانات تعریف کرنے والے میں اور دو ممدوح میں۔

(۱)اگر تعریف میں مبالغہ آمیزی کی ہے تو یہ مبالغہ کذب بیانی پر ختم ہوگا،اسی لیے خالد بن معدان نے کہا کہ جس نے کسی امام یا کسی اور کی ایسی تعریف کی جو اس میں موجود نہیں تو ایسا شخص روزِ محشر سب کے روبرو اپنی زبان کھینچتا ہوا حاضر ہوگا۔

(۲)ریاکاری:اس تعریف کے ذریعہ وہ ممدوح سے محبت کا اظہار کر رہا ہے،اور کبھی دل میں اس کی محبت نہیں ہوتی؛ بلکہ یہ تمام دکھلاوے کے لیے ہوتا ہے،ایسی صورت میں وہ ریاکار شمار ہوگا۔

(۳)ایسی چیزیں بیان کرے جو ممدوح میں نہیں،نیز اس کی اطلاع کی بھی کوئی سبیل نہیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص کی تعریف کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اس نے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی،اگر وہ اس کو سن لے تو کامیاب نہ ہوگا، پھر آپ نے فرمایا:اگر کسی کی تعریف کرنی ہی ہے تو یہ کہے کہ میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں ایسا گمان کرتا ہوں۔ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روبرو کسی کی تعریف کی،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا کہ تم نے اس کے ساتھ سفر کیا ہے؟انہوں نے نفی میں جواب دیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ

عنہ نے سوال کیا کہ کیا تم نے اس کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ کیا ہے؟ پھر اس نے نفی میں جواب دیا، پھر سوال کیا کہ کیا تم اس کے پڑوسی ہو؟ پھر انہوں نے نفی میں جواب دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذاتِ باری کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم اس شخص کو نہیں پہنچانتے۔

(۴) کبھی ممدوح اس تعریف سے خوش ہوجاتا جب کہ وہ ظالم یا فاسق ہوتا ہے اور یہ درست نہیں؛ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب فاسق کی تعریف کی جائے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے ظالم کے لیے طویل عمر کی دعا کی اس نے اس بات کو پسند کیا کہ زمین میں اللہ کی نافرمانی ہوتی رہے، ظالم وفاسق تو قابلِ مذمت ہے تاکہ حسرت وافسوس کرے، تعریف نہ کی جائے کہ وہ خوش ہو۔

ممدوح کے لیے نقصان دہ چیزیں دو ہیں:

(۵) اس تعریف سے ممدوح میں عجب وکبر پیدا ہوگا اور یہ دونوں مہلکات میں سے ہیں۔

(۶) تعریف پر ممدوح خوش ہوجائے گویا اس تعریف سے خود بھی راضی ہے، اس سے اپنے آپ کو کامل سمجھے گا، جو خود کو کامل سمجھے وہ عمل میں کوتاہ ہوگا، چونکہ جب تعریف میں زبانیں چلتی ہیں تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ واقعتاً قابلِ تعریف ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اپنے ساتھی کی گردن پر تیز استرا چلایا۔ (احیاء علوم الدین ۳۵۲/۲) امام غزالی رحمہ اللہ نے جو نقصانات بیان کئے ہیں اس پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تعریف میں مبالغہ آمیزی سے واقعتاً اس قسم کے نقصانات رونما ہورہے ہیں، اگر کسی مقرر کو کسی موقع پر بڑے القاب سے نوازا گیا تو وہ ان کے دھوکے میں مخالفین پر سب وشتم کی بوچھار کردیتے ہیں، اور بھولے نہ سماکر اوروں کو بھی ان القاب کے استعمال کی ترغیب دیتے ہیں، حالانکہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ وہ چند رٹے رٹائے جملوں کے سوا شریعت سے بے بہرہ ہیں، اور دین کی بنیادی معلومات سے بھی نابلد ہیں۔

اَلقاب اور اَکابر:

اکابر کی خدمات کا تنوع اور اس کی وسعت وہمہ گیری کا بنیادی سبب ان کا خلوص وللّٰہیت کا خوگر ہونا اور ریاکاری سے دوری تھی، ان کے نزدیک کام اہم ہوتا نام کی ضرورت نہ ہوتی، علامہ نووی رحمہ اللہ مشہور شافعی عالم دین ہیں، ان کی مشہور کتاب شرح مجموع مہذب کئی جلدوں میں ہے، مسلم شریف کی بھی انہوں نے بہترین شرح لکھی ہے، اس کے علاوہ بھی کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ابن حجر عسقلانی جیسی نابغہ روزگار شخصیت نے بھی اپنی کتابوں میں جابجا علامہ نووی رحمہ اللہ کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے، اس کے باوجود ان کے روبرو ایک شخص نے انہیں محی الدین

کے لقب سے موسوم کیا تو علامہ نووی رحمہ اللہ بگڑ گئے اور یہ کہا کہ میں نے کسی کو اپنے لیے محی الدین نام رکھنے کی اجازت نہیں دی۔(المدخل لابن امیر الحاج بحوالہ الشریعہ) یہ اس لقب کے حقدار بھی تھے،ملت نے انہیں انتقال کے بعد بھی اسی لقب سے موسوم کیا؛ لیکن انہوں نے اپنی زندگی میں اس پر خوش ہونے کے بجائے بڑے سخت لہجے میں اس کی تردید کی۔اسی طرح عراق کے فقہاء میں عام طور پر سادگی تھی، وہ کاروبار، محلّہ،قبیلہ، یا گاؤں کی طرف نسبت کرتے تھے، جیسے جصاص (گچ والا) قدوری (ہانڈی والا) طحاوی (طحا گاؤں کا باشندہ) کرخی (مقام کرخ کا رہنے والا) البتہ ماوراء النہر کے علماء میں عام طور پر القاب میں مبالغہ کیا جاتا تھا اور دوسروں پر ترفع ظاہر کیا جاتا، جیسے شمس الاسلام، فخر الاسلام،صدر الاسلام،صدر جہاں، صدر الشریعہ وغیرہ،اور یہ صورت زمانہ مابعد میں پیدا ہوگئی تھی، پہلے زمانے کے لوگ اس قسم کی باتوں سے پاک تھے۔

محی الدین نحاس کی تنبیہ الغافلین میں جہاں منکرات کا ذکر ہے لکھا گیا ہے کہ منکرات میں سے وہ بھی ہے جو آج وبا کی طرح پھیل گیا ہے،یعنی وہ جھوٹ جو زبانوں پر رائج ہوگیا، یہ خود ساختہ القاب ہیں،جیسے محی الدین،نور الدین، عضد الدین وغیرہ، یہ وہ جھوٹ ہے جو پکارتے وقت تعریف کرتے وقت واقعہ بیان کرتے وقت بار بار زبانوں پر آتا ہے، یہ سب دین میں امر منکر اور بدعت ہیں۔مذکورہ بالا اقتباس نقل کرنے کے بعد مولانا لکھنوی نے لکھا ہے کہ یہ بات یعنی مذکورہ بالا القاب کا منکر و بدعت ہونا اس صورت میں ہے جب کہ صاحبِ لقب اس کا اہل نہ ہو، یا اہل ہو مگر اس نے اپنا لقب بطور تزکیہ کے رکھا ہو۔(فوائد البھیہ: ۱۰۰ بحوالہ آپ فتویٰ کیسے دیں: ۵۰) نیز مفتی صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے عرف میں یہ القاب محی الدین، ناصر الدین، وغیرہ بطورِ نام کے استعمال ہوتے ہیں اس لیے ممنوع نہیں ہیں، ہمارے محاورات میں القابِ عالیہ کی مثالیں مفتیٔ اعظم،محققِ بے بدل،خطیبِ عصر،علامہ زمان وغیرہ ہیں۔(ایضا) ایک دفعہ ایک جلسہ میں حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کو بڑے القابات سے نوزا گیا ،ان کی بڑی تعریفیں کی گئی، جب آپ نے تقریر شروع کی تو بذاتِ خود اپنی اتنی مذمت کی کہ مجمع سن کر پانی پانی ہوگیا ،ایک دفعہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اناؤنسر کی مبالغہ آمیزی پر انتہائی سخت رویہ اپنایا تھا، بڑے بڑے اکابر تو صرف اپنے لیے مولوی کا لفظ استعمال کیا کرتے تھے، آج شیخ الاسلام،شیخ الفقہ،شیخ الحدیث کے القاب استعمال کرتے ہوئے زبانیں نہیں تھکتیں۔

اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام میں بے محل القاب کے نقصانات بیان کیے جائیں کہ عوام خود کذب بیانی وغیرہ کے خوف سے اس سے پرہیز کرنے لگیں، مدارسِ دینیہ میں ابتدا ہی ایسی تربیت کی جائے کہ طلبہ اپنے لیے القاب کے بجائے نام ہی زیادہ پسند کرنے لگیں۔اللہ تعالیٰ القاب کے سلسلہ میں صحیح طرز عمل اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین!